

نظم

نظم کے معنی ”انتظام، ترتیب یا آرائش“ کے ہیں۔ عام اور وسیع مفہوم میں یہ لفظ نثر کے مدد مقابل کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد پوری شاعری ہوتی ہے۔ اس میں وہ تمام اصناف اور اسالیب شامل ہوتے ہیں جو بیت کے اعتبار سے نہیں ہیں۔ اصطلاحی معنوں میں غزل کے علاوہ تمام شاعری کو ”نظم“ کہتے ہیں۔

عام طور پر نظم کا ایک مرکزی خیال ہوتا ہے جس کے گرد پوری نظم کا تانا بانا بنا جاتا ہے۔ خیال کا تدریجی ارتقا بھی نظم کی ایک اہم خصوصیت بتایا گیا ہے۔ طویل نظموں میں یہ ارتقا واضح ہوتا ہے۔ مختصر نظموں میں یہ ارتقا واضح نہیں ہوتا اور اکثر ویلنٹر ایک تاثر کی شکل میں ابھرتا ہے۔

نظم کے لیے ندویت کی کوئی قید ہے اور نہ موضوعات کی۔ چنانچہ اردو میں غزل اور مشنوی کی بیت میں نظمیں اور آزاد و معزراً نظمیں بھی لکھی گئی ہیں۔ اس طرح کوئی بھی موضوع نظم کا موضوع ہو سکتا ہے۔

بیت کے اعتبار سے نظم کی چار قسمیں ہو سکتی ہیں:

1. پابند نظم

ایسی نظم جس میں بحر کے استعمال اور قافیوں کی ترتیب میں مقررہ اصولوں کی پابندی کی گئی ہو، پابند نظم کہلاتی ہے۔ نئے انداز کی ایسی نظمیں بھی، جن کے بندوں کی ساخت مردوجہ ہیں جو سے مختلف ہو یا جن کے مصروعوں میں قافیوں کی ترتیب مردوجہ اصولوں کے مطابق نہ ہو، لیکن ان کے تمام مصروف برابر کے ہوں اور ان میں قافیے کا کوئی نہ کوئی انحراف ضرور پایا جائے، پابند نظمیں کہلاتی ہیں۔

2. نظم معرا

ایسی نظم جس کے تمام مصروعے برابر کے ہوں مگر ان میں قافیے کی پابندی نہ ہو، نظم معرا کھلاتی ہے۔ کچھ لوگوں نے اسے نظم عاری بھی کہا ہے۔

3. آزاد نظم

ایسی نظم جس میں نہ تو قافیے کی پابندی کی گئی ہو اور نہ تمام مصروعوں کے ارکان برابر ہوں لیعنی جس کے مصروعے چھوٹے بڑے ہوں، آزاد نظم کھلاتی ہے۔

4. نثری نظم

نثری نظم چھوٹی بڑی نثری سطروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس میں ردیف، قافیے اور وزن کی پابندی نہیں ہوتی۔ آج کل نثری نظم کا رواج دنیا کی تمام زبانوں میں عام ہے۔

حالی

(1837ء - 1914ء)



الاطاف حسین حالی پانی پت میں پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم وطن میں اور کچھ تعلیم دہلی میں ہوئی۔ وہ اردو کے ادبی نظریہ ساز ناقد، سوانح نگار اور صاحب طرز انشا پرداز ہیں۔ شاعر کی حیثیت سے بھی ان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ ان کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اردو شاعری کوئی راہوں پر ڈالا۔ غزل اور قصیدے کی خامیوں کو واضح کیا۔ ان کی غزلیں اور نظمیں لطف واثر کے اعتبار سے اعلیٰ درجے کی ہیں۔ ان کے کلام میں سادگی، درمندی اور جذبات کی پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ ان کی چاراہم کتابیں ’حیاتِ سعدی‘، ’مقدمہ شعروشاعری‘، ’یادگار غالب‘ اور سر سید کی سوانح ’حیات جاوید‘ ہیں۔

مولانا حالی شعروادب کو محض مسرت حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں سمجھتے تھے۔ وہ شاعری کی مقصدیت کے قائل تھے۔ ان کا خیال تھا کہ شاعری زندگی کو بہتر بنانے میں مددگار ہو سکتی ہے اور دنیا میں اس سے بڑے بڑے کام لیے جاسکتے ہیں۔ وہ شاعری کے لیے تخلی، مطالعہ کائنات اور مناسب الفاظ کی جتوں کو ضروری سمجھتے تھے۔ حالی کو غالب، شیفتہ اور سر سید کی صحبت حاصل تھی جس سے ان کے تقیدی شعور کو جلا ملی۔

حالی نے ایک طویل نظم مُدوجر اسلام مسدة س کی شکل میں لکھی جس کے بارے میں سر سید نے کہا کہ ”قیامت کے دن جب خدا پوچھے گا کہ تو کیا لایا ہے تو میں کہوں گا کہ حالی سے مسدة لکھوا کر لایا ہوں۔“



4914CH16

تعلیم سے بے تو جہی کا نتیجہ

جنھوں نے کہ تعلیم کی قدر و قیمت
ملوک اور سلاطین نے کھوئی حکومت گھر انوں پہ چھائی امیروں کے گلبت
رہے خاندانی نہ عزّت کے قابل
ہوئے سارے دعوے شرافت کے باطل

نہ چلتے ہیں وال کام کارگروں کے نہ برکت ہے پیشہ میں پیشہ وروں کے
بگڑنے لگے کھیل سوداگروں کے ہوئے بند دروازے اکثر گھروں کے
کماتے تھے دولت جو دن رات بیٹھے
وہ اب ہیں وہرے ہاتھ پر ہاتھ بیٹھے

ہر اور فن وال ہیں سب گھٹتے جاتے ہرمند ہیں روز و شب گھٹتے جاتے
ادبیوں کے فضل و ادب گھٹتے جاتے طبیب اور ان کے مطب گھٹتے جاتے
ہوئے پست سب فلسفی اور مناظر

نہ ناظم ہیں سرسبز ان کے نہ ناشر
اگر اک پہنچ کو ٹوپی بنائیں تو کپڑا وہ اک اور دنیا سے لا کیں
جو سینے کو وہ ایک سوئی منگائیں تو مشرق سے مغرب میں لینے کو جائیں
ہر ایک شے میں غیروں کے محتاج ہیں وہ
مکلینکس کی رو میں تاراج ہیں وہ

جو مغرب سے آئے نہ مالی تجارت تو مر جائیں بھوکے وہاں اہل حرفت
 ہو تجارت پر بند راہِ معیشت دکانوں میں ڈھونڈیں نہ پائیں بضاعت
 پرائے سہارے ہیں یوپار وال سب طفیلی ہیں سیدھے اور مٹھار وال سب
 یہ ہیں ترکِ تعلیم کی سب سزاں میں وہ کاش اب بھی غفلت سے باز اپنی آئیں
 مبارا رہ عافیت پھر نہ پائیں کہ ہیں بے پناہ آنے والی بلاں میں
 ہوا بڑھتی جاتی سررہ گذر ہے
 چراغوں کو فانوس دن اب خطر ہے
 لیے فرد بخشی دوراں کھڑا ہے ہر اک فوج کا جائزہ لے رہا ہے
 جنہیں ماہر اور کرتبی دیکھتا ہے انھیں بخشنا تھے و طبل و نوا ہے
 یہ ہیں بے ہنر یک قلم چھٹتے جاتے
 رسولوں سے نام ان کے ہیں کئتے جاتے

خواجہ الطاف حسین حائل

مشق

لفظ و معنی

بے تو جی:	دھیان نہ دینا، تعلق نہ رکھنا
سلط:	چھایا ہوا، حاوی
غمبٹ:	مغلسی، بدحالی، خواری

نلمت	:	اندھیرا، تاریکی
باطل	:	جھوٹ
پیشہ	:	وہ کام جو روزی کمانے کے لیے کیا جائے
فضل	:	بزرگی، مہربانی
طیب	:	علان کرنے والا، حکیم
مطب	:	دواخانہ
ناشر	:	پھیلانے والا، یعنی کتاب میں چھاپنے والا
نظم	:	انتظام کرنے والا، سکریٹری کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔
تاراج	:	برپاد
اہل حرفت	:	کاریگر
تجار	:	تاجر کی جمع، تجارت کرنے والے
معیشت	:	کاروبار، روزی، سبب زندگی
بضاعت	:	پونچی، سامان
طفیل	:	بن بُلا یا مہمان
مبادا	:	کہیں ایسا نہ ہو، خدا نخواستہ
رو عافیت	:	بچاؤ کاراستہ، خیریت کاراستہ
طلب	:	نقّارہ
نوا	:	آواز
رسالوں	:	رسالہ کی جمع، فوجی دستہ

غور کرنے کی بات

- کسی بھی فرد، جماعت، قوم اور ملک کی ترقی کے لیے تعلیم بہت ضروری ہے۔ دنیا کے وہی ممالک اور قومیں خوشحال اور ترقی پذیر ہیں جہاں کے شہریوں میں ہر طرح کی تعلیم اور علم و ہنر موجود ہے۔

- اس نظم میں ہندوستانی قوم کی تعلیم سے دوری کو موضوع بنایا گیا ہے اور تعلیم کے نہ ہونے کی وجہ سے جونقصانات ہوتے ہیں ان پر روشی ڈالی گئی ہے۔

- یہ نظم مسدس کے فارم (بیت) میں لکھی گئی ہے۔ مسدس اس نظم کو کہتے ہیں جس کے ایک بند میں پچھے مصروف ہوتے ہیں۔ اس نظم میں سادہ اور سلیس زبان کا استعمال ہوا ہے۔

سوالوں کے جواب لکھیے

1. تعلیم کی قدر و قیمت کیا ہے؟
2. حکومت اور قوموں پر زوال کیسے آتا ہے؟
3. شرافت اور عزت کا معیار کیا ہے؟
4. ترکِ تعلیم کے کیا کیا نقصانات ہیں؟
5. کسی ملک اور وہاں کے عوام کی ترقی کن چیزوں سے ہو سکتی ہے؟

عملی کام

- اس نظم کو بلند آواز سے پڑھیے۔
- نظم کے بند براہیک سے چارتک خوش خط لکھیے۔

- نظم کے پہلے بندکا مطلب لکھیے۔
- درج ذیل الفاظ میں سے واحد کی جمع اور جمع کی واحد بنائیں لکھیے:
- ملک، سلطان، امیروں، پیشہ وروں، سوداگروں، طبیب، منظر، تجارت، رسالوں، فوج
- تعلیم کے فوائد پر ایک مضمون لکھیے۔